سوال

(95) تقویۃ الایمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہا ہے   الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

''صاحب تقویۃ الایمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہا ہے حالانکہ تمام انبیاء آپ کی تابعداری کرنے اور امتی ہونے کی خواہش کرتے رہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو صحابہ یا امت کا بھائی کہا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم بھی ان کو اپنا بھائی کہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اعتراض معترض بر فائدہ تقویۃ الایمان کہ زیر حدیث ((اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم)) مذکور است ، نیز مشعر بر جہالت وعدم عبور اور بر قرآن مجید وحدیث است مدفوع بدو وجہ است ۔

''معترض کا یہ اعتراض بھی صاحب تقویۃ الایمان کے فائدہ پر جو انہوں نے حدیث اعبدواء ربکم واکرموا اخاکم '' کے تحت لکھا ہے سراسر جہالت اور قرآن وحدیث شریف پر عدم عبور کی بنا پر ہے اور یہ اعتراض دو طرح پر مردود ہے ۔''

وجہ اول این کہ مسلمان باہم چہ اعلیٰ وچہ ادنیٰ باصل واحد کہ ایمان واسلام است منتسب می شوند، یعنی ایمان واسلام بمنزلہ اب است ، وہمہ مسلمانان برادران دینی ہستند، وانتساب دینی واسلامی اشرف وافضل است از انتساب نسبتی، چنانکہ کفار باخود ہا بسشارکت ۔

کفر یہ اخوان اندر، خدائے تعالیٰ در قرآن مجید می فرمایا (انما المؤمنون اخوۃ) جزاین نیست کہ مومنان برادرانند مریک دگر رادر دین چہ ہمہ منت ، ندباصل واحد کہ ایمان است (انما المؤمنون اخوۃ) من حیث انہم متتسبون الی اصل واحد وہو الایمان الموجب للحیوۃ الابدیۃ کذا فی التفسیر البیضاوی المسئلۃ الاولی قولہ تعالیٰ (انما المؤمنون اخوۃ) قال بعض اہل اللغۃ الاخوۃ جمع الاخ من النسب والاخون جمع الاخ عن الصداقۃ فاللہ تعال قال (انما المؤمنون اخوۃ) تاکید الامر واشارۃ الی ان ما بینہم ما بین الاخوۃ من النسب والاسلام کالاب قال قائلہم ؎

آبی الاسلام لااب لی سواہ

اذا افتخروا بقیس او تمیم

انتہی ما فی التفسیر الکبیر وغیرہ من التفاسیر، نعم ما قیل ؎

ہزار خویش کہ بیگانہ زخدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

وپر ظاہر است کہ صیغہ مومنون و مسلمون از جملہ الفاظ عام است العام ہو اللفظ المستغرق بجمیع ما یصلح لہ بحسب وضع واحد کذا فی کتب اصول الفقہ پس آیت کریمہ (انما المؤمنون اخوۃ) من حیث لایمان مستوعب وشامل گردید رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہم امت مومنہ راد۔۔۔ است عند العلاء الفحول من اہل الاصول کا اخلاء المعنی من اللفظ العام الموضوع غیر معقول کما لا یخفی علی الماہر بالاصول۔

''وجہ اول یہ ہے کہ مسلمان آپس میں خواہ ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ ایک اصل ایمان کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر بھائی بھائی ہیں یعنی ایمان اور اسلام بمنزلہ باپ کے ہے، اور تمام مسلمان دینی بھائی ہیں اور دینی اور اسلامی نسبت سب سے اشرف واعلیٰ ہے اور کافر بھی اپنی ملت کفریہ کی وجہ سے آپس میں بھائی ہیں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ آج (بھائی) کی جمع دو طرح سے آتی ہے ایک اخوۃ اور دوسری اخوان'' اہل لعنت کہتے ہیں کہ اخوۃ حقیقی بھائیوں کی جمع کے لیے آتا ہے اور اخوان دوستی کی وجہ سے بھائی کی جمع پر بولا جاتا ہے اور یہاں جمع اخوۃ ہے یعنی مسلمان سب آپس میں حقیقی بھائی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ لفظ مومنوں اور مسلمون عام ہیں جس سے مسلمانوں اور مومنوں کا کوئی فرد بھی باہر نہں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خارج کرنا تخصیص بلا مخصص ہے۔''

اگر معترض درین جا قیاس را دخل وہد دگوید، کہ من کثیف البال وسی الحال کجا و آنحضرت ذات شریف جامع فیض وکمال کجا ازیں جہت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عموم نص (انما المؤمنون اخوۃ) واز خطاب فاخوانکم فی الدین وغیرہ خارج است پس درین صورت اطلاق اخوۃ وبرادر کلان بر آنحضرت جائز در دانہ بود، پس در صورت عدم جواز اطلاق اخوۃ بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سراسر گناہ وبے ادبی است، گویم کہ نص عام رابقیاس خاص کردن کار ابلیس است کہ نص رابقیاس خاص نمودہ خود راازان خارج کردہ وازین روملعون شدچنانکہ از تفسیر کبیر وغیرہ ہویدا می گرد ((والرابع انہ تعالیٰ امر الملئکہ بالسجود لادم حیث قال واذقلنا للملئکۃ اسجدوا الا ابلیس ثم ان ابلیس لم یدفع ہذا النص بالکلیۃ بل خصص نفسہ عن زلک العموم بقیاس ہو قولہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ثم اجمع العقلاء علی انہ جعل القیاس مقدما علی النص وصار بذلک السبب ملعونا وہذا یدل علی ان تخصیص النص بالقیاس تقدیللقیاس علی النص وانہ غیر جائزا نتہی مافی التفسیر الکبیر فی سورۃ النساء اَطِیعوا اللہَ وَاَطِیعوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُم

''اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہم بد حال لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ لہٰذا آپ کو عموم نص انما المؤمنون اخوۃ سے خارج سمجھا جائے گا اور اس طرح آپ کو ''بڑا بھائی کہنا جائز نہ ہوگا اور اس صورت ل آپ پر بھائی کا اطلکرنا سراسر بے ادبی اور گناہ ہوگا تو میں اس کے جواب میں تفسیر کبیر کا اقتباس پش کرتا ہوں کہ لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ بجالانے کا حکم دیا تو شیطان نے اس نص کو بالکلیہ رد نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو اس آیت کے عموم نص سے قیاس کی بنا پر خاص کر لیا اور کہا خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ شیطان نے قیاس کو نص پر مقدم کیا اور اس سبب سے ملعون ہوگیا اور یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ قیاس کی بنا پر نص کی تخصیص کرنا حقیقت میں قیاس کو نص پر مقدم کرنا ہے اور یہ جائز نہیں ہے اب اس ایت کے عموم کو قیاس کی بنا پر خاص رنے والے اپنے متعلق سچیں کہ وہ کون ہیں۔''

وازین جا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را گفتہ، کہ من برادر شما ام، وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخ ابو بکر رضی اللہ عنہ را تقریر نمودہ وانکار نہ فرمودہ وآغاز قصہ این است کہ جناب آن سرور خیر البشر پیغام درخواست نکاح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بسوئے ابو بکر رضی اللہ عنہ فرستاد پس ابو بکر صدیق درجوابش گفت کہ من برادر توام واخوۃ مانع نکاح است، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمود اوراکہ تو برادر دینی واسلامی بحکم کتاب اللہ ہستی واو یعنی عائشہ بر من حلال است ونکاح من ازو جائز است خوۃ اسلامی مانکاح نیست، بلکہ اخوۃ نسبتی ورضاعی مانع می شود وآن مفقود است چنانکہ در صحیح موجود واست ((عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشہ الی ابی بکر فقال لہ ابو بکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وہی لی حلال کذا فی صحیح البخاری فی باب تزویج الصغار من الکبار من الجزء الحادی والعشرین قولہ فقال لہ ابو بکر انما انا اخوک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وہی لی حلال نکاحہا لان الاخوۃ المعانۃ من ذلک اخوۃ النسب والرضاع لا اخوۃ الدین کذا فی القسطلانی وفتح الباری وخبر عروہ بصورت ارسال است وبمعنی مرفوع است چنانکہ از فتح الباری مستفاد می شود کما لا یخفی علی الماہر بالحدیث۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ پوچھا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اخوت اسلامی کی بنا پر عرض کیا یا حضرت میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ نے فرمایا ہاں واقعی تو میرا اسلامی بھائی ہے لیکن اس سے ہرمت نکاح ثابت نہیں ہوتی نکاح کی حرمت نسب یا رضاع سے ثابت ہوتی ہے۔''

وآیت کریمہ سورۃ براۃ

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

ترجمہ! پس اگر باز گروند از کفر وبپائے دارند نماز رادیدہند زکوٰۃ راپس ایشان برادران شما اند در دین اسلام ایشان راست آنچہ شمارابود وبرایشان است آنچہ برشما باشد، نیز موید ومعاست مرآیت اولیٰ رازیراکہ خطاب بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر مقتضی است داعی وہادی الی الاسلام واہل واعلم واتقی واکرام اند، پس منکر ازین خطاب بلاریب جاہل وگمراہ است چنانکہ برماہران نصوص مخفی نخواہد بود بنابران در تفسیر کبیر در سوہ اعراف گفتہ کہ ((لایجوز تخصیص النص بالقیاس انتہی مافیہ مختصراً

''اور قرآن مجید میں ہے کہ اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اب اس آیت اور اوپر کی حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوناثابت ہوا اخوانکم میں ضمیر کم کے اولین مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے کیونکہ وحی اصصاۃ آپ ہی کی طرف آتی تھی ار دوسرے مسلمان بعد میں مخاطب تصور ہوں گے۔ قرآن مجید کی دونوں آیات اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارا بھائی بنا رہی ہیں اور چونکہ آپ کا ایمان ساری دنیا والوں کے ایمان سے بھی ہزارہا بلکہ کروڑگنا زیادہ ہے۔ لہٰذا آپ بڑے بھائی ہوں گے اور باقی تمام امت چھوٹ بھائی۔''

پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بدلیل ہر دو آیت کریمہ مذکورہ از راہ اخوۃ اسلامی برادر کلان و بزرگ ترشدند وہمہ امت مسلمہ برادر خورد وکمتر گردیدند من حیث الایمان، چہ ایمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم الوف آلاف از ایمان تمام امت مومنہ ازید وافضل است کما تقرر فی مقرہ ((عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون وددت انا قد راینا اخواتنا قالوا ولسنا اکوانک یا رسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الدین لم یاتو بعد الی اخر مارواہ مسلم کذا فی المشکوۃ فی الفصل الثالث من کتاب الطہارۃ۔ قال العلامۃ الطیبی فی شرح ہذا الحدیث لیس نفیالاخرتہم لکن ذکرہ مزیۃ لہم بالصحبۃ علی الاخوۃ فہم اخوتہ وصحابتہ واللاحقون اخوۃ کما قال اللہ تعالیٰ (انما المومنون اخوۃ) انتہی کلام الطیبی فی شرح المشکوۃ''

ترجمہ حدیث، دوست میدارم وآرزومی برم کہ کاش من وکسانے کہ بامن اند می دیدیم برادران خود یعنے آنہا کہ بعد ازین بآیندء گفتند صحابہ کہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند، آیا برادرمی خوانی آنہاراو مانیستم برادران تو فرمود شما اصحاب ہستید، برادران ما آنہا اند کہ بعد ازین بیایند وایشان ہنوز باقلیم وجود قدم نہ نہادہ اند انتہے مافی ترجمہ الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی وجذب القلوب لہ۔

وشیخ جلال الدین در جمع الجوامع چند حدیث بدین مضمون آوردہ است وازین جہت شیخ محی الدین ابن العربی ورباب پنجم فتوحات مکمی نوشتہ فضلت الصحابۃ فانہم حصلوا الذات وحصنا نحن الاسم ولما راعیتا الاسم مراعاتہم الذات ضوعن لنا الاجر وایضا للحسرۃ التی لم تکن لہم فکان لنا تضعیف علی تضعیف فنحن الاخوان وہم الاصحاب انتہی کلامہ۔

''اس کے بعد اس حدیث پر بھی غور فرمائیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لائے، مردگان کےلیے دعا فرمائی اور کہا کاش! ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں آپ نے فرمایا: تم میرے صحابی میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے بعد میں آئیں گے۔''

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے بھائی ہونے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ ان کی ایک اور فضیلت بیان کر دی جو بھائی ہونے کے علاوہ ان کو نصیب تھی، شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نصب ہوئی اور ہمیں ان کا اسم گرامی ملا ہم نے جب اس اسم کی رعایت ذات کی طرح کی اور پھر ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی حسرت بھی رہی تو ہمارا اجر بہت بڑھا دیا گیا ہم کو بھائی کا درجہ نصیب ہوا اور ان کو صحابی کا۔''

پس قول صاحب تقویۃالایمان مطابق قرآن مجید وقول وتقریر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وقول ابو بکر صدیق واقوال دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بپایہ صدق متلقی بالقبول گردید ومجال معترض نادان تنگ شد توبہ درکار واگر اعتقاد بر عنوان قرآن و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدار دبلا ریب خاطی وگنہگار شرمسار روزگار باشد واعتقاد بر آیت (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ) کہ مژدہ کامرانی دوجہانے می بخشد باید داشت واز دائرہ شریعت یا بجہالت بیروں نباید گذاشت وعلم منشور لا معنی النور (جاء الحق وزہق الباطل) برصداقت صاحب تقویۃ الیمان وحماقت معترض متعصب ونادان برافراشت وحق حقیق بجانب صاحب رسالہ باید پنداشت ،چہا افسوس برافسوس کہ حسن وعقل سلیم معترضین ازخوروتامل نصوص مبدل گردیدہ کہ اعتراض بے ہودہ ازنافہمی حق بر صاحب رسالہ ناحق می کنند وعارف رومی رحمہ اللہ درشان ہیچکسان نافہمان درمثنوی می فرمائد

ازشراب قہر چوں مستی دہی

نیست ہارا صورت ہستی دہی

چیست مستی بند چشم ازدید خشم

تا نماید سنگ گوہر پیشم پیشم

چیست مستی حسہا مبدل شدن

چوب اگر اندر نظر صندل شدن

وجہ دوم ، درانچہ صاحب تقویۃ الایمان گفتہ کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی چاہیئے نہ خدا کی سی الی آخرہ ، پس آنبنا برد اعتقاد فاسد مسلمانان جہلا دبعضے صوفیان سفہاء کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم را از حد لوازم بشریت واز مرتبہ نبوت ومنصب رسالت برمدارج الوہیت وصفات رب العزت رسانید امور مستحیلہ کہ مختص بذات وصفات وافعال ادذوا الجلال لایزال است برسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نسبت می کنند ، دبدان اعتقاد درکفر وشرک می افتند نوشتہ ومطابق کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی نگاشتہ ونقاب غفلت دخذلان ازروئے جہلا برداشتہ وتفصیل اجمال این برین منوال است ، کہ بعضے صوفی جاہل کہ خودراپشوائے دین واسلام می شمارند ااعتقاد می کنند یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رااللہ مجسم میدانند ومی گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اسم اللہ اند وغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظاہر اسماء دیگر ، چون رحمن ورحیم ، قاہر ومضل ومظہر بدان معنی گویند کہ اسم اللہ متعین شد محمد نام شد ، واگر محمد مطلق شود اللہ گردود نعوذ باللہ منہا ، ہنود مہادیو ورام رااوتار می گویند ، ایشان محمد صلی اللہ علیہ وسلم راگفتند شاید کہ بتے ہم بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسازند وبہ برتش پر دارزند ، تمام شد کلام مولوی ظہور الحق صاحب عظیم آبادی رحمہ اللہ در تنویر الطالبین کہ دررد صوفیان جاہلین نوشتہ واین صریح کفر است بلاریب وحذوالنعل بالنعل قول یک فرقہ نصاری یعقوبیہ است چنانکہ اوحق سبحانہ ورقرآن مجید می فرماید۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ الایۃ (ہذا ہو قول الیعقوبیۃ لانہم یقولون ان مریم ولدت الہا ولعل معنی ہذا المذہب انہم یقولون اللہ تعالیٰ حل فی ذات عیسیٰ واتحد بذات عیسی ثم حکی تعالیٰ عن المسیح انہ قال وہذا تنبیہ علی ماہوا الحجۃ القاطعۃ علی فساد قول النصاری وذلک لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یفرق بین نفسہ وبین غیرہ فی ان دلائل العدوث ظاہرۃ علیہ انتہی مافی التفسیر الکبیر من سورۃ المائدۃ وقال فی المدارک ان بعض النصاری کانوا یقولون کان المسیح بعینہ ہو اللہ لان اللہ ربنا یتجلی فی بعض الازمان فی شخص فتجلی فی ذلک الوقت فی شخص عیسیٰ ولہذا کان یظہر من شخص عیسیٰ افعال لایقدر علیہا الا اللہ انتہی مافی المدارک مختصراً۔

''توان تصریحات کی روشنی میں صحاب تقویۃالایمان کی عبارت بالکل صحیح ہے اور معترض متعصب اورنادان ہے ۔''

دوسری وجہ یہ ہے کہ صاحب تقویۃالایمان نے جو یہ لکھا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی چاہیے نہ خدا کی سی۔ ۔ ۔ الخ تو یہ جاہل مسلمانوں اور بعض بے وقوف صوفیوں کے قول کی تردید کےلیے لکھا ہے جوکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازم بشریت سے نکال کر بجائے منصب رسالت و نبوت

کے مرتبہ الوہیت پر پہنچادیتے ہیں اورناممکن افعال جوصرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے خاص ہیں ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اوراس طرح کفر وشرک میں بتلاہوجاتے ہیں، چنانچہ وہ لوگ تو یہاں تک پہنچ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسم خدامانے لگے اور کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اسم اللہ سے پیدا ہوئے اور دوسری تمام مخلوقات دوسرے اسماء سے اوراس میں اتنا غلو کیا کہ کہنے لگے کہ جب اللہ کا اسم متعین ہوا تو اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگیا اوراگر محمد مطلق ہوجائے تو اللہ بن جائے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات، ہندو مہادیو اور رام چندر کو خدا کا اوتار کہتے ہیں یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں ان کی یہ بات عیسائیوں کے فرقہ یعقوبیہ کی طرح ہے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہا ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام میں خدا نے حلول کیا تھا یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے افعال صادر ہوتے تھے جو خدا کے ساتھ مختص ہیں۔''

وشاہ عبدالقادر صاحب مرحوم برادرخرد شاہ عبدالعزیز قدس سرہما تحت آیت سورہ انعام قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ مطابق قول صاحب تقویۃ الایمان در موضح القرآن می نویسند یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہوجاتے کہ ان س یحال باتیں طلب کرے ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔ انتہی کلامہ

وصاحب تفسیر کبیر دررد عقیدہ شرکیہ ہمچو تقریر صاحب تقویۃ الایمان زیر ہمین آیت مذکورہ می نویسد الایۃ مسائل الکل مسئلہ الاولی اعلم ان ہذا من بقیۃ الکلام علی قولہ (لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ فقال اللہ تعالیٰ قل لہؤلاء الاقوام انما بعثت بشیرا ومنذرا ولیس لی ان احکم علی اللہ تعالیٰ) وامرہ اللہ تعالیٰ ان ینفے عن نفسہ امورا ثلاثۃ اولہا قولہ (لا اقول لکم عندی خزائن اللہ فاعلم ان القوم کانوا یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فاطلب من اللہ حتی یوسع علینا منافع الدنیا وخیراتہا ویفتح علینا ابواب سعاداتہا فقال تعالیٰ (قل لہم انی لا اقول لکم عندی خزائن اللہ) فہو تعالیٰ یؤتی الملک من یشاء ویعز من یشاء ویذل من یشاء بیدہ الخیر لا بیدی وثانیہا قولہ (ولا اعلم الغیب) ومعناہ ان القوم کانوا یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فلا بد ان تخبرنا عما یقع فی المستقبل من المصالح والمضار حتی نستعد لتحصیل تلک المالح ولدفع تلک المضار فقال تعالیٰ (قل انی لا اعلم الغیب) فکیف تطلبون منی ہذہ المطالب والحصر انہم کانوا فی المقام الاول یطلبون منہ الاموال الکثیرۃ والخیرات الاسعنیکم فی المقام الثانی کانوا یطلبون منہ الاخبار عن الغیب لیتوسلوا بمعرفۃ تلک الغیوب الی الفوز بالمنافع والاجتناب عن المضار والمفاسد وثالثہا قولہ ولا لکم انی ملک) ومعناہ ان القوم کانوا یقولون مالہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ویتزوج ویخالط الناس فقال تعالیٰ (قل لہم انی لست من المفسد''

واعلم ان الناس اختلفوا فی انہ من الفائدۃ فی ذکر نفی ہذہ الاحوال الثلاثۃ فالقولا الاول ان المواد منہ ان یظہر الرسول من نفسہ التواضع للہ والخضوع لہ والاعتراف بعبودیت حتی لا یعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاریٰ فی المسیح علیہ السلام والقول الثانی ان القوم کانوا یقترحون منہ اظہار المعجزات القاہرۃ القویۃ لقولہم (وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً الی اٰکرا الایۃ) فقال تعالیٰ فی اٰخرا لایۃ (قل سبحان ربی ہل کنت الا بشر رسولاً) یعنی لا ادعی الا الرسالۃ والنبوۃ واما ہذہ الامور التی طلبتموہا فلا یمکن تحصلہا الا بقدرۃ اللہ تعالیٰ فکان المقصود من ہذا الکلام اظہار العجز والضعف وانہ لا یستقل بتحصیل ہذہ المعجزات التی طلبوہا منہ والقول الثالث ان المراد من قولہ (لا اقول لکم عندی خزائن اللہ) معناہ انی ادعی کونی موصوفا بالقدرۃ الائقۃ باللہ تعالیٰ فوقولہ (ولا اعلم الغیب) ای ولا ادعی کونی موصوفا بعلم اللہ تعالیٰ وبمجموع ہذین الکلامین حصل انہ لا یدعی الالہیۃ ثم قال (ولا اقول لکم انی ملک) وذلک لانہ لیس بعد الالہیۃ درجۃ الاعلیٰ حالا من الملئکۃ فصار حاصل الکلام کانہ یقول لا ادعی الالہیۃ ولا ادعی الملکیۃ ولکنی ادعی الرسالۃ وہذا منصب لا تمنع حصولہ للبشر فکیف اطبقتم علی استنکارِ قولی ودفع دعوائی انتہی ما فی التفسیر الکبیر للامام الرازی پس دندنہ صاحب تقویۃ الایمان درردبدعقیدگان انبیاء ہم چودندنہ صاحب تفسیر کبیر درابطال عقیدہ مردمان اشقیاء کما لا یخفی علی الاذکیاء

''شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی نے موضح القرآن میں آیت قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ کے تحت لکھا ہے کہ پیغمبر آدمی کے سوا اور کچھ نہیں ہوجاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے سے ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔''

تفسیر کبیر میں امام رازی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا کام تو صرف انذار اور بشر ہے میں اللہ تعالیٰ سے زبردستی کوئی چیز نہیں منوا سکتا اور آپ نے تین چیزوں کی نفی فرمائی، میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں، میں غیب نہیں جانتا اور میں فرشتہ نہیں ہوں اس لیے کہ وہ کہتے تھے اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمیں دولت مند بنا دیجئے اگر یہ نہیں کرسکتے تو کم از کم ہمیں غیبی خبریں ہی بتا دیجئے تاکہ ہم چیزوں کے نرخ معلوم کرکے نفع حاصل کرسکیں اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا تو کم از کم خود ہی ہماری سطح سے بلند ہوکر دکھلائیے کھانے پینے کی محتاجی جیسے ہم کو ہے تم کو نہیں ہونی چاہئے توان کا ایک ہی جواب دیا گیا کہ میں تو صرف ایک انسان ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔''

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ در تفسیر سورہ جن می نویسند، باید دانست کہ ذکر وعبادت مستلزم طلب حضور آن چیز است کہ اوراند کور می کنند ومعبود می سازند، پس ذکر وعبادت غیر

درمفامے کہ خصوصیت بحضرت حق تعالیٰ داشتہ باشد ازان قبیل است کہ مکانے رابرائے نزدل وقدم بادشاہ ہے مہیا سازند وہمراہ اوکسے راازرعایائے اور نیز دعوت کنند کہ کما بے ادبی است (وانہ لما قام عبداللہ) وآنکہ ہر گاہ برمے خیز دبندہ خداازان جہت کہ بندہ است ، اوراخواندن خاوند خودضروراست تاعرض مطلب خودنماید ولہذابرائے این بی می خیزدکہ یدعوہ یعنے بخواند خدارادبہ سبب ذکروخواندن او حضرت حق برقلب اور تجلی فرماید وبہترین مکانات بدنش کہ دل است محل نزدل نورالٰہی گردوراد تعالیٰ دران محل مہمان شود (کادوایکونون علیہ لبدا) یعنے قریب است کہ آدمیان وجنیان برآن بندہ ہجوم آدردہ مانند نمد توبر توشندیکے ازان بندہ طلب فرزند می کندد دیگرے طلب روزی ودیگرسے طلب خدمات دنیا ودیگرے کشف کوفی وعلی ہذاالقیاس بسبب این ہجوم آوردن ہمہ اوقات اورا منغص ومشوش می کنند دہم خوددردرطۂ شرک وکفر گرفتار می شوندو می فہمند کہ چون نورالٰہی بخانہ دردنے این بندہ بسبب کمال ذکروعبادت نزول فرمود گویااین بندہ شریک کارخانہ خدائے شدوادراوجاہتے وقدرنزدحق تعالیٰ پیداشدکہ ہرچہ این بگوید حق تعالیٰ بعمل آردچنانچہ دردنیا مہمان راخاطرداری میزبان بہ ہمیں مرتبہ می باشد ولہذااہل دنیا متجس مے باشند کوکہ بادشاہ امیر وحاکم وفوجدار درخانہ ہرکہ مے آیند ازوے حل مشکلات وحاجت روائی مے جویند، دبہ ہمین خیال فاسد کہ درحق بندگان خدابخدابم میر ساننددرورطہ پیر پرستی دگورپرستی می افتندودرین حادثہ جنیان د آدمیان ہردو شریک اند، وترامنصب رسالت ثقلین اگردرین امر درحق خودخوف کنی باین ہردوفرقہ واشگاف (قل انما ادعوا ربی) یعنی بگو سوائے این نیست کہ من می خواتم پردرگار خودرانا ظلمت کدہ دل مرانیور تجلی خود مشرف سازدو (ولااشرک بہ احد) یعنے وہرگز شریک نہ می کنم بااوہیچ کس رادچوں من بااوہیچ کس راشریک نہ می کردم ، وبخواندن پردرگار خود مشغول شدم پس ازدیگران کے رواخواہم داشت کہ مرابخوانندیامراباد شریک مقرر کنند واگراین ہردوفرقہ ازتو، توقعے نفعے یاضررے داشتہ ترابخوانند وشریک مقرر کنند پس صاف (قل انی لا املک لکم ضرا ولا شداً) یعنے بگو تحقیق من ہرگز مالک نیتم برائے شما ضررے دنہ تدبیر مطلب رس راچنانچہ پش ازمن وکلاء وسفرائے جنیان وارددراح ضالہ بنی آدم اہل دنیارابطمع منفعتہا وخوف مضرتہامی فریفتند، دخودرانزدآنہامالک نفع وضررنمودمی کردندکہ حالااین دفترراگاوخوردکردم واگرحادثہ ومصیبتے بتوپناہ آرندد بخواہند ازغضب خدادردامن توپناہ گیرندپوست کندہ (قل انی لن یجیرنی من اللہ احد) یعنے بگو بتحقیق من خوددرین حالت ام کہ ہرگز پناہ نمی تواند داد مراازغضب خداہیچ کس (ولن اجد من دونہ ملتحدا) یعنے وہرگز نہ خواہم یافت دردجدان خوددرہیچ وقت سوائے خداہیچ جائے رجوع ومیلان تابسوئے آن رجوع والتجاکنم تمام شدکلام مولاناشاہ عبدالعزیزدرتفسیر عزیزی۔

''دیکھئے صاحب تفسیر کی تقریر بھی توصاحب تقویۃالایمان ہی کی طرح ہے اورشاہ عبدالعزیز سورہ جن کی تفسیر میں لکھتے ہیں جاننا چاہے یکہ ذکروعبادت کی مثال ایسی ہے کہ جیسےاپنے معبودومذکورکوکسی مقام پربلایاجائے توجیسے بادشاہ کوکسی جگہ اجلاس کرنے کی دعوت دی جائے اوراس کے ساتھ ہی کسی اورکوبھی دعوت دے دی جائے تویہ بادشاہ کی انتہائی توہین ہے ایسا ہی اگرخداتعالیٰ کوپکاریں اوراس کے ساتھ کسی اورکوبھی پکاریں تواس سے کداتعالیٰ کی توہین ہوتی ہے وانہ لما قام عبداللہ'' یعنی جب بندہ خداتعالیٰ کوپکارنے اوراس کی عبادت کرنے لگا، توجنوں اورانسانوں نے سمجھ لیاکہ اب یہ مقبول الدعوات ہوگیاحق تعالیٰ نے اس پر تجلی فرمائی ہے تواس پرتہ برتہ گرنےلگے کوئی اس سے فرزند کامطلب گاداعاکو رزق کی فرخی کافراخی کاکوئی صحت اورخوش حالی کااوراس کے اوقات کوپریشان کرنےلگے تواللہ تعالیٰ نے فرمایاآپ ان سے کہہ دیں کہ میں نے تواپنے رب کوپکارتاہوں کہ وہ میرے ظلمت کدہ دل کوپریشانی اوقات کی ظلمت سے منورکردیے اورمیں اس کے ساتھ کسی کوشریک نہیں ٹھہراتا اورجب میں خوداس کے ساتھ کسی کوشریک کرنے کےلیے تیارنہیں تو میں کب گواراکرسکتاہوں کہ کوئی مجھ ہی کوخداکاشریک بنانےلگے اوراگران دونوں کوآپ سے نفع ونقصان کی امیدیں ہوں توصاف کہہ دیجئے کہ میں تواپنے نفع ونقصان کامالک بھی نہیں ہوں اوراگرخداکی نافرمانی اوربے ادبی اورگستاخی کرکے آپ کے دامن میں پناہ لیناچاہیں توآپ کہہ دیں کہ خودمیرےلیے بھی خداکے سواکوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔''

قولہ (انی لاا ملک لکم ضرولارشد) ومعنی الکلام ان النافع والضاروالمرشد والمغوی ہواللہ وان احدامن الخلق لاقدرۃ علیہ انتہی مافی التفسیر الکبیر بایددانست کہ روش وطرز بیان صاحب تقویۃ الایمان ونصیحت المسلمین مولوی خرم علی مرحوم درردا شراک وابطال عقائدفاسدہ عوام ہمچوروش بیان مولاناشاہ عبدالعزیز، وصاحب تفسیر کبیر است چنانکہ برماہران کتب مذکورہ مخفی نخواہدبودبازقیل وقال کردن برصاحب تقویۃالایمان وصاحب نصیحت المسلمین خالی ازغبادت وجہالت نیست نعوذباللہ من الغبی الغوی۔

واصل حدیث کہ معترض برفائدہ آن اعتراض برمولوی اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ کردہ است نوشتہ می شودعن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفرمن المہاجرین والانصار) روایت است ازعائشہرضی اللہ عنہاکہ آنحضرت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسجدلک البہائم والشجر سجدہ می کنند تراچہارپایہادورختان ''فنحن احق ان نسجدلک'' پس ماسزادارتریم بآنکہ سجدہ کنیم مرترا'' فقال اعبدواربکم'' پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت گنید پروردگارخودراواکرموااخاکم گرامی وعزیزدارید برادرخودراعبادت ذات شریف خودداشت و لوکنت امرااحدان یسجدلاحدلامرت المراۃان تجسدلزوجہاالی اخرمافی المشکوٰۃ رواہ احمد۔

''اور معترض نے صاحب تقویۃ الایمان مولانا اسماعیل شہید کی جس عبارت پر اعتراض کیا ہے وہ اس حدیث کا فائدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تشریف فرماتھے ایک اونٹ نے آکر آپ کو سجدہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ چارے پائے جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہمارا زیادہ حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے فرمایااپنے رب کی عبادت کرواوراپنے بھائی کی عزت کرو اگر میں اللہ کے سواکسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

وازین حدیث دوفائدہ مستفادشدیکے آنکہ صحابہ کرام بفرط محبت اورزیادت تعظیم خواستندکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راسجدہ کنند، لیکن اجازت سجدہ کردن ندادکہ غیر مشروع بودزیرا کہ سجودازاقصیٰ مرتبہ تعظیم است برائے آنکہ اعلیٰ وجہ تعظیم ذاتی داشتہ باشدوآن مختص بذات پاک رب العالمین است

فائدہ دوم، آنکہ قیاس صحابہ برقیاس سجدہ کردن بہالم ودرخت نزدآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ومقبول نہ شدہ کہ قیاس مع الفارق بود، زیراکہ بہائم ودرخت مکلف ہم چوجن وانس براحکام شریعت انبیاء علیہم السلام نیستند، چہ سجدہ آنہا تسخیر الٰہی می باشد، واین ازمباحث شرعیہ خارجہ است بخلاف جن وانس کوبراحکام شرعیہ بواسطہ انبیاء علیہم السلام مسخراند، کہ ازین چارہ نیست ایشان راولہذافرمود(اعبدواربکم) چہ عبادت مختص بہ پروردگاراست۔

درروایت است درصحیح بخاری ازحضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ ''لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم وقولوا عبداللہ ورسولہ ''یعنی درمدح من مبالغہ ازحد عبدیت زیادہ کمندچنانکہ مبالغہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ازحد عبدیت بمرتبہ الوہیت درمارح کردہ شدو بگوید واعتقادکنند بندہ اوررسول او وازین معنے شیخ عبدالحق محدث دہلوی دررسالہ نہم زیرحدیث ''الدین النصیحۃ'' ازجملہ مکتوبات خودمی نویسندکہ جمیع مراتب کمالات صوری ومعنوی درعبدہ ورسولہ مندرج است وعبودیت خاصہ ومخصوص ذات شریف اوست، کہ بندہ حقیقی جزاوکس نتواند بود، خداخداست وبندہ بندہ اوانتہی کلامہ مختصراً

''جانوراوردرخت چونکہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں لہٰذاان کواس سے روکا نہیں جاسکتا اورجن وانس چونکہ مکلف ہیں اور شریعت میں حکم ہے کہ خدا کے سواکسی کو سجدہ نہ کیا جائے، لہٰذاانسانوں کواس س یمنع فرمایا گیااس حدیث سے یہ بھی معلوم ہواکہ صحابہ کا درختوں اور جانوروں کے سجدہ پر قیاس کر کے خود سجدہ کرنا حضور کے نزدیک مقبول نہ ہوسکا کیونکہ یہ قیاس مع الفارق تھا، لہٰذاآپ نے فرمایا:اپنے رب ہی کی عبادت کرواورمیری عزت کرو،بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری تعظیم میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسا ئیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا کہ ان کو عبدیت کے مقام سے نکال کرالوہیت کے مقام پر پہنچادیا تم یہی کہتے رہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت ورسالت سے سرفرازفرمایا ہے اس مرتبہ میں مجھ کو وہ مقام بخشا ہے جو دوسرے لوگوں کو نصیب نہیں ہوامیں تمام بنی آدم کا سردار ہوں فخر یہ نہیں کہتا بلکہ حقیقت کا اظہار کرتا ہوں۔''

ازین جافرمود''واکرمواخاکم''یعنے بسبب منصب رسالت ازصفات بشریت ممتازبودہ بصفات الوہیت متصف نہ شدہ ام کہ مراعبادت کیند وسجدہ نمائید ''انا سید ولد ادم ولا فخر'' بدانیدواکرام کیند وگرامی داریدواطلاق برادربجہت بنی آدم بودن ''وانا بشر مثلکم ''است وبزرگ وکلان ازلفظ اکرام وجملہ ''انا سید ولد آدم'' بوجہ حسن مستفادگردید، قالاللہ تعالیٰ(قد جائکم رسول اللہ من انفسکم ای من جنسکم عربی مثلکم انتہی) مافی البیضاوی قولہ(من انفسکم) وفی تفسیرہ وجوہ الاول یریدانہ بشر مثلکم کقولہ تعالیٰ(اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم) وقولہ انا بشرٌ مثلکم) والمقصودانہ لوکان من جنس الملائکۃ لصعب الامر بسبب علی الناس علی مامر تقریرہ فی سورۃ الانعام انتہی مافی التفسیر الکبیر مختصرا۔

دورسورہ فصلت می نویسد(قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی) وبیان ہذا الجواب کانہ یقول انی الااقدر علی ان احملکم علی الایمان جبرام وقہراًفانی بشر مثلکم ولاامتیازبینی وبینکم الا بجردان اللہ اوحی الی وما اوحی الیکم فانا ابلغ ہذا الوحی الیکم انتہی مافی التفسیر الکبیر ودربیضاوی زیرآیت مذکورہ نوشتہ(قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الہ واحد)لست ملکا ولا جنیالا یمکنہم التلقی منہ انتہی مافی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر۔

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفرا ای مع جماعۃ من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ ای لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصحابہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجسدلک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجدلک فقال اعبدوا ربکم ای بتخصیص السجدۃ لہ فانہ غایۃ العبودیۃ ونہایۃ العبادۃ واکرموا اکاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی

الطاعۃ الظاہر الباطنۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادالی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین وایماء الی ما قلت لہم الا ماامرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم واما سجدۃ البعیر فخرق للعادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالیٰ وامرہ فلامدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور واکرموا اخاکم ہو بشر مثلکم ومفرع من صلب ابیکم ادم اکرموہ اکرمہ اللہ واختارہ واوحی الیہ کقولہ تعالیٰ قلم انما انا بشر مثلکم یوحی الی انتہی مافی المرقاۃ شرح المشکوۃ للملاعلی القاری بقدر الحاجۃ۔''

''قولہ انما انا بشر مثلکم یوحی الخ البشر یطلق علی الجماعۃ والواحد یعنی انہ منہم والمراد انہ مشارک للبشر فی اصل الخلقۃ ولوزادعلیہ بالمزایا التی اختص بہا فی ذاتہ وصفاتہ والحصر ہنا مجازی لانہ یختص بالعلم الباطن ویسمی قصر قلب کانہ اتی بہ رداعلی من زعم ان من کان رسولا فانہ یعلم کل غیب حتی لایخفی علیہ المظلوم انتہی مافی فتح الباری وانما یعلمہ الانبیاء من الغیب ما اعلموا بہ بوجہ من وجوہ الوحی انتہی مافی العینی شرح البخاری مختصراً۔''

اگر معترض غافل نہاد سورہ اعراف ابتد بردامعان نظر تلاوت کردے این چنین خرافات وترہات بزبان نیاوردے زیراکہ خدائے تعالے بنا برہمین بشریت دہم جنسیت وبنی آدم بودن حضرت ہود وحضرت صالح وحضرت شعیب علیہم السلام رابرادران کفار مشرکین ارشاد فرمود باوصفے کہ کفارو مشرکین نجس اند کما قال اللہ تعالیٰ (انما المشرکون نجس۔۔۔الایۃ) (والی عاد اخاہم ہودا۔۔۔الایۃ) پس درین صورت اگر صاحب تقویۃ الایمان بردزعم فاسد بسیارے ازجہلا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رابمرتبہ الوہیت رسانیدہ اندو بعضے مختار کل درکارخانہ خدائی میدانند، برادرکلان وبزرگ گفت چنانچہ تحقیقش بالاگذشتہ بووچہ گناہ وجرم شرعاً عائد شد، بیان کند بدلیل شرع ازکتاب وسنت والا بمجرد اعتراض صورت مدعا نمی بندد لان الدعوی لاتسمع الا بالبینۃ

آخراے آہوئے مسکین کہ رمیدی ازما

چہ گناہ رفت وچہ کردیم وچہ وبدی ازما

صاحب تقویۃ الایمان درہیچ مقامے نہ نوشتہ، کہ بزرگان دین ودیگر اہل تمکین درخصائل مذمومہ ہم چوچمار اند حاشا وکلا کہ شخص ادنی این چنین نمی گوید چہ جا کہ مولوی صاحب مرحوم این چنین گویند دبردعوئے من کلام مولوی صاحب ممدوح در تقویۃ الایمان جابجا شاہد عدل است۔

اولاً کلام متنازع فیہ است کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا ''آہ بر تفاوت درجات اشخاص مشعر است

ثالثاً درفائدہ آیت کریمہ قل لاا ملک لنفسی نفعاً ولا ضراً می نگارند کہ ''اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء واولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں۔''آہ

رابعاً درضمن حدیث اعرابی می فرمانید سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت۔''آہ مشت نمونہ ازخروارے برائے افہام وتفہیم معترض نقل کردہ شددو مولوی صاحب مرحوم خوددر تقویۃ الایمان بہ نسبت بے ادبی کنندگان شرعی می فرمانید کہ کسے این بیت گفتہ

''غافل مزاج معترض کو سورہ الاعراف کی تلاوت بڑے غور سے کرنی چاہیے یکہ خداوند تعالیٰ نے انبیاء کو مشرکین کا بھائی قرار دیا ہے حالانکہ قرآن کی نص کی روس یمشرک ناپاک ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ ''الایۃ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔'' الایۃ

پس اس صورت میں اگر مولانا شہید نے بہت سے جہلاء کے فاسد عقیدہ کی تردید میں جو کہ آپ کو خداوندی مقام پر پہنچا دیتے ہیں اور مختار کل جانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی لکھ دیا ہے تو شرعی لحاظ سے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اعتراض تو تب ہو سکتا کہ وہ یہ لکھتے کہ انبیاء ودیگر اہل تمکین اور بزرگان دین اپنے خصائل مذمومہ میں چماروں کی طرح ہیں، کلا وحاشا کہ کوئی ادنیٰ آدمی بھی ایسا لکھے چہ جائے کہ مولانا صاحب مرحوم ایسا لکھتے، چنانچہ میرے اس دعوے پر تقویۃ الایمان ہی کی بہت سی عبارتیں گواہ ہیں' بطور مشتے نمونہ از ضرور تین چار عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

اولاً اسی مقام پر غور فرمائیں کہ یہاں بڑا ہو یا چھوٹا درجات کے تفاوت کی اطلاع دے رہا ہے۔

ثانیاً (قل لا املک لکم ضرا ولا رشداً) کے تحت لکھتے ہیں کہ سب بڑوں کے بڑے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے۔

ثالثاً: آیت لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً'' کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔۔۔۔الخ''

دل از مہر محمد ریش دارم

رقابت با خدائے خویش دارم

وکسے این چنین می نویسد

باخدا دیوانہ باش وبا محمد ہوشیا

دکسے این چنین می گوید کہ حقیقت محمدی الوہیت سے افضل ہے اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے پناہ میں رکھے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت از فضل رب

انتہی مافی تقویۃ الایمان مختصراً

طرفہ تماشا است، کہ صاحب تقویۃ الایمان سوء ادبی کنندگان شریعت را بے ادب می نویسند، داین غافلان مولوی صاحب را بے ادب می گویند، حالانکہ مولوی صاحب مرحوم رسالہ دو ورقہ بزبان عربی درجواب ازالہ وسوسہ وشبہات سید عبداللہ بغدادی، ودیگر موسوسین غافلین نوشتہ بودند، کہ دراں ہمہ اعتراضات والیہم معترضین ومنکرین را بوجہ احسن دفع درفع کردہ اند، مگر غبادت وکج فہمی راعلاجے نیست چہ ہر گاہ پشینان ازراہ عداوت وغبادت درحق حضرت قرآن مجید (ماذا اراد اللہ بہذا مثلاً) گفتند وجواب از رب الارباب چنین یافتند (یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین۔۔۔الایۃ)

پس چہ مجال مولوی صاحب کہ برگشتگان را براہ راست آرند وایشان را بر جادہ سعادت بے کم وکاست گرارند جندا ما قال

کسائے کہ ذین راہ برگشتہ اند

برفتند بسیار سرگشتہ اند

قول معترض حالانکہ جمیع انبیاء خواہش آہ بران نیست، ہم سلطان از حدیث وقرآن ومن ادعی فعلیہ البیان بالبابان، پس ازین بخدمت علماء ماہران متحلین بعدل وانصاف وماہران متحلین از جور واعتساف بمقتضائے منطوق لازم الوثوق (اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ) گدارش می کند، کہ درین اوراق صدق وفاق بغور تامل ونظر بازند وبداب آداب علم وفضل خود شور وشغب وغیظ وغضب نہ سازند کہ موجب صلاح وفلاح گردد

حافظا علم وادب ورزکہ در حضرت شاہ

ہر کرا نیست ادب لائق خدمت نبود

ما علینا الا البلاغ۔ وہو ہدا

''عجیب معاملہ ہے کہ مولانا شاہ اسماعیل صاحب تو شریعت کی بے ادبی کرنے والوں کو بے ادب فرماتا ہیں اور یہ لوگ مولانا ممدوح ہی کو بے ادب کہنے لگے، اب مولانا ممدوح کے اس دو ورقہ رسالہ کا مضمون نقل کیا جاتا ہے جو انہون نے سید عبداللہ بغدادی اور دوسرے معترضین کے جواب میں لکھا تھا۔ علماءئے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس مضمون کو تعصب چھوڑ کر بغور ملاحظہ فرمائیں پھر ان اعتراضات کی قلعی خود بخود ان پر کھل جائے گی، اگر انصاف سے کام نہ لیا جائے تو بہت سے منکرین نے تو قرآن پر بھی اعتراض کر دیئے تھے ان کو جواب یہی ملا تھا کہ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفارقین۔''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]

جلد 09 ص 229-250